

## امام ابن مسکویہ کے اخلاقی نظریات اور عصر حاضر کے مسلم نوجوانوں کے لیے رہنمائی

## Ethical views of Imam Ibni Miskawaih &amp; Guidelines for Modern Muslim Youth

DOI: [10.5281/zenodo.7294462](https://doi.org/10.5281/zenodo.7294462)

\*محمد جمشید

ڈاکٹر مقدس اللہ

\*\*

**Abstract**

Ibne Miskawayh was born in famous Ray city of Iran (born 930 A.D.-died 1030 A.D.). He was a famous philosopher, a great historian and religious scholar of 10th century. In his quest for knowledge he became a secretary, and later served as librarian and various other positions with Buyid rulers, both in Ray and Baghdad. Both Persia and Iraq were the most important centers of learning during the Abbasid period (750–1258 CE). His scholastic works became models for generations of that time. Both Persians, Arabs Romans and even the whole of central Asians. Later on Islamic thinkers and generations had to cite him as authority in philosophical and historical works. His works included history, poetry, philosophy, ethics and the study of alchemy. They are literary master pieces of his times. His most notable contributions, however, were in ethics and history. His legendary moral discourse *Tahdhīb al-akhlāq*, is said to be influenced by the neo-platonic concept, is considered one of the best statements of Islamic philosophy. The Islamic philosopher *Naṣīr al-Dīn Ṭūsī* (died 1274) modelled his *Akhlāq Naṣīrī* ("The *Naṣīrī* Ethics") on the *Tahdhīb al-akhlāq*. His universal history *Kitāb tajarīb al-umam wa ta'aqub al-ḥimam* was noted for its use of all available sources and greatly stimulated the development of Islamic historiography. Ibne Miskawayh blended the classical Arabic literary culture of *adab* and philosophical thought processes of Greek and Romans. Thus Miskawayh is known to be harmonizing not only the various trends within Greek ancient philosophy, but also made an attempt to rationalize the Islamic tradition through philosophical thought processes. This research paper brings out mainly an objective investigation of the Islamic moral dimensions of Ibne Miskawayh works and its utilitarian importance for present young generation and contemporary Academics.

Keywords: Ray, study of alchemy, Buyid rulers, *Tahdhīb al-akhlāq*, Neo-Platonism

**تعارف:**

\* پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور  
 \*\* ڈاکٹر مقدس اللہ، اسسٹنٹ پروفیسر، فیکلٹی آف سوشل سائنسز، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ابو علی احمد بن محمد ابن مسکویہ (م 1032ء) بہت بڑے ادیب، مؤرخ اور فلسفی گزرے ہیں۔ مسلم فلسفہ پر ان کا زیادہ اثر اخلاقیات کے موضوع پر پڑا۔ اسلامی تاریخ میں اخلاقیات کے فلسفے پر انہوں نے ”تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق“ کے عنوان سے ایک جامع اور پرمغز کتاب لکھی۔ ان کی پیدائش 932ء کی ہے، مقام پیدائش رے ہے جو ان دنوں زبیریان سلطنت<sup>1</sup> کے زیر اثر تھا۔ ان کی وفات اصفہان میں ہوئی۔ ابن مسکویہ نوجوانی کے ایام میں گم نام تھے اور تعلیم و تدریس کی محافل سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ ان کو روزگار کے سلسلہ میں کیمیاگری کا شوق ہو گیا اور اس کے لیے جابر بن حیان<sup>2</sup> اور ذکریارازی<sup>3</sup> کی کتب کی چھان بین کرتے رہے۔ غرض سونا بنانے کے چکر میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے رہے۔ جوانی میں وہ وزیر الملہبی<sup>4</sup> کے ملازم ہوئے۔ اس کی وفات کے بعد آل بویہ<sup>5</sup> کے ایک وزیر کی ملازمت کی اور سات سال تک وزیر کے کتب خانہ کے خازن رہے۔ رومیوں نے جب رے پر حملہ کیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا تو ابن مسکویہ نے کتب خانے کو بچائے رکھا۔ وزیر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے اور پھر عضد الدولہ<sup>6</sup> کے ہاں ملازمت کی۔ اس کے بعد آل بویہ کے دوسرے حکمرانوں کے ہاں بھی ملازم رہے۔ فلسفہ میں ابن مسکویہ فارابی<sup>7</sup> اور اس کے ذریعہ ارسطو سے متاثر ہیں اور عام طور پر الکندی<sup>8</sup> کے قریب ہیں۔ ان کی تصانیف ”آداب العرب و الفرس“ اور ”تجارب الامم“<sup>9</sup> سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی نظر کافی گہری تھی اور وہ ایک آزاد خیال مفکر تھے۔

ان ناکامیوں کے رد عمل میں ابن مسکویہ کی طبیعت میں انقلاب پیدا ہو گیا۔ انھیں اپنی غلطیوں کا احساس ہوا۔ انہوں نے علوم و فنون کا مطالعہ شروع کر دیا اور غور و فکر کے ساتھ اور اپنی فکری صلاحیتوں کی بدولت، ادب و اخلاق، حکمت و فلسفہ، علم ہیئت سمیت ہر فن میں یگانہ روزگار بن کر نمودار ہوئے۔ ابن مسکویہ علم نباتات کے ماہر تھے انھوں نے نباتات میں زندگی کو دریافت کیا۔ انھوں نے حیوانات میں قوت حس دریافت کر کے ان کے مختلف درجات متعین کیے۔ وہ شہری زندگی کے اصول مرتب کرنے والے اور علم نفسیات کے ماہر تھے۔ اخلاقیات پر ان کی کتاب تہذیب الاخلاق نے ان کو معلم اخلاق کے درجے پر فائز کر دیا تھا۔ اخلاقیات میں ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ انسان کی زندگی کا عظیم اور اہم مقصد ”سعادت“ حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ ابن مسکویہ فضائل اخلاق سے اپنی زندگی کو مزین کرنے اور حقیقی سعادت کے حصول میں سرگرم ہو گئے۔ ابن مسکویہ تاریخ کا مطالعہ ایک فلسفی اور سائنس دان کی حیثیت سے کرتے تھے اس لیے انہیں واقعات سے زیادہ ان کے اسباب سے دلچسپی تھی۔

امام مسکویہ (م 1032ء) کی نادر کتاب ”تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق“ فلسفہ اخلاق کی ایک مشہور کتاب ہے۔ یہ کتاب اپنے زمانے کے جید علماء سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ امام مسکویہ کے نزدیک اس کتاب کا مقصد مادی اشیاء اور جسمانی خواہشات سے روح کو پاک کرنا ہے جس کی تحصیل اس علم کا بنیادی مقصد ہے۔ امام مسکویہ نے اپنی اس تصنیف کے لیے یونانی فلاسفر افلاطون (م 384 ق م)، بقراط (م 370 ق م) ارسطو (م 322 ق م)، جالینوس (م 636ء) اور ابو نصر فارابی (م 950ء) سے استفادہ کیا ہے۔ بہت سے مغربی مورخ ابن مسکویہ کو اخلاقیات اور روحانیت کا محقق، مفکر اور کامیاب شہری اصولوں کی تشکیل کرنے والا علم اخلاق کا عظیم مصنف قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک تاریخ ذاتِ انسانی کی ترجمان اور اس کے ارادوں اور آرزوؤں کا مظہر ہے لہذا نفس انسانی ہی اس حرکت کا اصل سرچشمہ ہے جس کا مطالعہ ایک طرح سے نفس انسانی کا مطالعہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ تاریخ کی بنیاد حقائق پر ہے، معجزوں اور افسانوں پر نہیں لہذا تاریخ حقائق کے ادراک کا ایک ذریعہ ہے۔

تصانیف:

ابن مسکویہ کی درج ذیل تصانیف ہیں:

تجارب الامم، تہذیب الاخلاق و تطہیر الاعراق، الفوز الاکبر، کتاب آداب العرب والفرس، الحکمۃ الخالدہ، جاویدان خرد۔

آپ کی تصانیف کا بنیادی مقصد فرد اور معاشرے کی اخلاقی اصلاح اور سعادت کا حصول اور اس کے طریقے رہا ہے۔ اور ابن مسکویہ کا اسلوب تعقلی اور شرعی رہا ہے۔

ابن مسکویہ کے اخلاقی نظریات:-

(1) ابن مسکویہ کے نزدیک نیکیوں اور خیر کے کام تو مشترک ہونے چاہئیں البتہ سعادتیں الگ الگ ہر ایک میں تقسیم ہوں اور ان کے درمیان باہمی صورت یہ ہے کہ ہر انسان ایک جُز کو اختیار کرے تو اجتماعی اعتبار سے تمام انسان کمال حاصل کر سکیں گے یعنی ہر انسان میں ملکات اور میلانات مختلف ہوتے ہیں اس لیے ان کو حاصل ہونے والی سعادتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ ابن مسکویہ کے نزدیک تمام سعادتوں کے حصول کا سہل طریقہ یہ ہے کہ صالح لوگوں کی معیت میں زندگی گزاری جائے اور خیر کے کاموں میں حصہ لیا جائے۔

(2) اس طریقے کو اپنانے سے خیر کے کاموں میں فرشتوں کی مدد اور ان کی دعائیں حاصل ہوں گی اور اللہ کی رضا اور جنت کی ابدی نعمتیں ملیں گی۔ اسی لیے قرآن میں ارشاد ہے کہ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ<sup>10</sup> نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔“

(3) ابن مسکویہ کے نزدیک تین باطنی قوتیں بہت اہم بھی ہیں اور ایک دوسرے پر اثر انداز بھی ہوتی ہیں۔ پہلی قوت وہ ہے جس سے انسان کو فکر، تمیز اور حقائق پر نظر حاصل ہوتی ہے، دوسری قوت وہ ہے جس سے غصہ، بہادری، خطرات کا مقابلہ کرنا، تسلط و رفعت حاصل کرنے کا شوق اور مختلف قسم کی کرامات حاصل ہوتی ہیں اور تیسری قوت وہ ہے جس سے انسان کو خواہش اور غذا کی طلب، کھانے، پینے، نکاح اور دوسرے حسی لذات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہ تین قوتیں الگ الگ ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب ان قوتوں میں سے ایک مضبوط ہوتی ہے تو وہ دوسری (قوتوں) کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ان قوتوں کو قوت عقلی، قوت غضبیہ اور قوت شہویہ کہتے ہیں۔ البتہ ابن مسکویہ کے ان بیان کردہ اخلاقیات میں امام غزالی نے قوت علم کا اضافہ کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں ”خلق کے بنیادی ارکان چار ہیں: علم، غضب، شہوت اور عقل۔ ان ہی قوتوں کے اعتدال کا نام حسن خلق ہے۔ علم کی قوت کے اعتدال کا نام حکمت ہے۔ غضب کی قوت اگر افراط و تفریط سے پاک ہو تو اس کو شجاعت کہتے ہیں۔ قوت کے مختلف مظاہر ہیں۔ ہر مظہر کا نام جدا ہے۔ مثلاً خودداری، دلیری، آزادی، علم، استقلال، ثبات، وقار۔ یہ قوت جب افراط کی طرف مائل ہوتی ہے تو تہور بن جاتی ہے اور اس سے غرور، نخوت، خودپرستی، خود بینی وغیرہ پیدا ہوتی ہے اور تفریط کی طرف جھکتی ہے تو ذلت پسندی، کم حوصلگی اور بے طاقتی قلب میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح شہوت کی قوت میں جب اعتدال ہوتا ہے تو اسے عفت کہتے ہیں۔ یہی صفت مختلف سانچوں میں ڈھل کر مختلف ناموں سے پکاری جاتی ہے، مثلاً جود، حیا، صبر، درگزر، قناعت، پرہیزگاری، لطیف مزاجی، خوش طبعی، بے طبعی۔ ابن مسکویہ کے نزدیک قوت ناطقہ جس کو قوت ملکیت کہتے ہیں اور بدن میں اس کی جگہ دماغ ہے۔ اسی طرح قوت شہوانی کو قوت بہیمیہ کہتے ہیں اور بدن میں اس کی جگہ جگر ہوتا ہے

جبکہ غضب کی قوت کو قوت سبعیہ کہتے ہیں اور بدن میں اس کا محل دل ہے۔ ان قوتوں کی زیادتی کی وجہ سے انسان کے فضائل میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کی کمی سے فضائل میں کمی ہوتی ہے یعنی رذائل میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا جب نفس ناطقہ کی حرکت معتدل ہوگی اور اپنی ذات سے باہر نہ ہو اور اس کا شوق و رغبت معارف صحیحہ کی طرف ہو تو اس سے علم کی فضیلت ظاہر ہوگی اور اور جب قوت سبعیہ کی حرکت معتدل ہو اور نفس عاقلہ کے تابع اور اس سے انکار کرنے کے ظلم کرنے والا نہ ہو اور نہ ہی اپنی خواہشات کے اتباع میں منہمک ہو تو اس سے فضیلت عفت ظاہر ہوگی اور اس کے بعد سخاوت آئے گی۔ اسی طرح جب قوت سبعیہ معتدل ہو کر نفس عاقلہ کی تابع ہو کر بلا ضرورت نہیں بھڑکے گی اور نہ مناسب محبت سے زیادہ حمیت دکھائے گی تو اس سے حلم و بردباری کی فضیلت ظاہر ہوگی اور اس کے بعد شجاعت کی فضیلت آئے گی۔

(4) ابن مسکویہ کے نزدیک ایک شخص کے اندر جب حکمت، عفت، شجاعت اور عدالت راست ہوں گے اور یہ چار امور موجود ہوں گے تو اسے اخلاقی صفات سے متصف انسان گردانا جاسکتا ہے۔ امام ابن مسکویہ کے نزدیک حکمت سے مراد حکمت عملی (Policy) ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک انسان اپنے سماج کے اندر دوسرے انسانوں کے ساتھ کس طرز اور کس منہج کی زندگی کو اپنا کر زندگی گزارتا ہے۔ دیکھا جائے تو قرآن حکیم بھی حکمت اور موعظہ حسنہ کی طرز کو اپنانے کی تاکید کرتا ہے۔ یہی طرز زندگی جہاں سماج میں نتیجہ خیز اور مفید ہوتا ہے وہاں ایک مشن کو بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اب اگر ابن مسکویہ کے حوالے سے حکمت سے متعلق سماج کا جائزہ لیا جائے تو اصلاح سماج کو ممکن بنانے کے لیے گویا حکمت ایک ابتدائی سیڑھی ہے۔ اسی طرح اصلاح سماج کے ضمن میں اگر یہ قدم ناکام ہو تو باقی امور خود بخود ناکام تصور ہوں گے۔ جب ہم لفظ حکمت کو نوجوانوں پر لاگو کرتے ہیں تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اور سینئر لوگوں کا وہ کونسا حکمتی رویہ ہے جو نوجوانوں کے لیے پرکشش بھی ہے اور اس سے ان کے اندر حکمت کی روح بھی آسکتی ہے۔ مزید برآں ابن مسکویہ کے نزدیک قوت ناطقہ، قوت شہوت اور قوت غضب میں اگر اعتدال پیدا ہو جائے تو ان سے مل کر ایک اور فضیلت بنتی ہے اور وہ ہے عدالت و انصاف جس کا ظہور مزید صفات کی صورت میں ہوتا ہے۔

(5) ابن مسکویہ کے نزدیک اخلاق حسنہ کے بھی چار اضداد ہیں جن میں جہالت، حرص، بزدلی اور ظلم شامل ہیں۔ جہالت یہ حکمت کی ضد ہے جیسے علم کی وجہ سے انسان کو ہر چیز کی معلومات حاصل ہوتی ہیں تو جہالت کی وجہ سے انسان اس چیز سے بے خبر ہوتا ہے۔ حرص و ہوس یہ عفت کی ضد ہے۔ کیونکہ عفت انسان کو بے حیائی سے بچاتی ہے جبکہ حرص و ہوس کی وجہ سے وہ بے حیا اور نادیدہ پن کا شکار ہوتا ہے۔ بزدلی یہ شجاعت اور بہادری کی ضد ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے۔ ظلم و جور عدل و انصاف کی ضد ہے۔

(6) حامد رضا علوی اپنے ریسرچ پیپر میں ابن مسکویہ کے نزدیک اقسام نفس کے بارے میں لکھتے ہیں:

“Human soul had three different faculties. The faculty related to distinguishing and thinking about the truth of affairs, was called intellect (rational faculty), and its physical was the brain. The second faculty was related to anger, fear, fearlessness and hegemonism etc. It was called irascible faculty, and its instrument in one's body was the heart. The third faculty other sensory pleasures was called appetite, and its instrument in

the body was liver. Each of these faculties could become powerful or weak in accordance with temper, habit and education. If the trend of the intellectual faculty was moderate and it was directed toward reaching correct sciences, the virtue of knowledge would emerge and as a result of it – wisdom – would be created.”<sup>11</sup>

(7) ڈاکٹر میر ولی محمد اپنی کتاب تاریخ فلاسفۃ الاسلام میں ابن مسکویہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”حکماء نے غایت زندگی کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا ہے۔ بعض انسان تو وہ ہوتے ہیں جن کی حیات لذت ہوتی ہے اور جس کے حصول میں وہ اپنی تمام جدوجہد صرف کرتے ہیں۔ جب وہ لذت سے سیر ہو جاتے ہیں تو جس چیز کو انہوں نے سعادت قرار دیا تھا۔ اس سے آگے مزید لذت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اب یہی سعادت ان کے حق میں شکاوت اور وبال جان ہو جاتی ہے اس وقت وہ سعادت کو شقاوت سے تعبیر کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح جب صاحب ثروت بیمار ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت وہ سمجھتا ہے کہ صحت اس کے لیے سعادت ہے اور صحت مند کو جب کسی رسوائی کا سامنا ہوتا ہے تو اس وقت وہ خیال کرتا ہے کہ اس کے لئے عزت عین سعادت ہے۔ لیکن یہ ای ک بدیہی بات ہے کہ سعادت ایک مستقل شے ہے وہ کبھی شکاوت میں تبدیل نہیں ہو سکتی نہ اہل سعادت کی حالت میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ لازم آئے گا کہ جس خصوصیت کے لحاظ سے وہ سعید ہو اس کے لحاظ سے وہ شقی ہو جائے۔“<sup>12</sup>

(8) ابن مسکویہ اصل سعادت اس کو قرار دیتے ہیں کہ جو ناقابل تغیر ہو اور مقصد زندگی کے مطابق ہو اور ان کے یہ افکار دراصل ارسطاطالیس کے نظریے سعادت سے ماخوذ ہے جس کے مطابق سعادت کے مختلف درجے ہیں۔ سعادت نفس، سعادت بدن، سعادت خارج از بدن۔ سعادت نفس سے ان کی مراد علوم، معارف اور حکمت ہے۔ جب کہ نفس کی سعادت سے مراد خوبصورتی اور صحت مزاج ہے۔ اسی طرح سعادت خارج از بدن سے مراد نیک اولاد، مال و دولت اور شرافت نسب ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ ہر ایک سعادت حقیقی تک پہنچ جائے۔ ایسی سعادت تک پہنچنے والا خوش قسمت ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ خوش ہوتا ہے۔ اور اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے، اور دنیاوی نقصانات پر زیادہ پریشان نہیں ہوتا اور اس کی اس حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ”الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔“<sup>13</sup> آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک اللہ کے دوست وہی ہیں کہ جن کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی غمگین ہیں۔“

عصر حاضر کے مسلم نوجوانوں کی اخلاقی حالت پر ایک طائرانہ نظر:

■ مغربی فکر جدید اور دجالی تہذیب نے مسلم نوجوانوں کی عبادات میں بگاڑ پیدا کر دیا ہے مثلاً نماز باجماعت میں غفلت، نماز جمعہ میں سستی، رات جلد نہ سونا، صبح سویرے جلد بیدار نہ ہونا اور فجر کی نماز اکثر قضا کرنا، ذکر و فکر سے مسلسل روگردانی کرنا، تلاوت قرآن کا معمول نہ بنانا، قرآن پر غور و فکر نہ کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا، روزانہ اذکار مسنونہ اور ادعیہ ماثورہ کا اہتمام نہ کرنا وغیرہ۔ گویا بحیثیت مجموعی مسلم نوجوانوں کی اخلاقی حالات قرآن کی اس آیت کے مطابق ہو چکی ہے ”اضاعوا الصلاة وابتعوا الشهوات فسوف یلقون غیبا“<sup>14</sup>۔ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔“

- اسی طرح روزہ کی حقیقی روح کے بجائے روایتی طور پر رکھنا، پورا رمضان گزر جانے کے باوجود تزکیہ نفس سے محروم ہونا، زکوٰۃ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے پہلو تہی کرنا اور فقر آء و مساکین کی مدد نہ کرنا، و نزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین<sup>15</sup> کو چھوڑ کر 'شفاء' کے غیر معتبر اور شرک آمیز ذرائع تلاش کرنا۔ ذکر الہی سے غفلت برتنا اور ذکر اللہ کی محفلوں میں بدعات شامل کر دینا وغیرہ۔
- مسلم نوجوانوں کا معاشرتی اور معاشی معاملات میں شرعی احکامات کی خلاف ورزی کرنا، معاملات میں جھوٹ، خیانت، دھوکہ دہی، لڑائی جھگڑے کرنا، عدم برداشت، عدالت تک نوبت کا پہنچنا، آن لائن کاروباری دھوکے، ہیکرز بن کے سائبر کرائمز میں مبتلا ہونا، لڑکیوں کو تصاویر اور ویڈیوز کے ذریعے بلیک میل کرنا اور ان کا جنسی استحصال کرنا، جنسی ہراسگی کے ان گنت واقعات میں مبتلا ہونا اور اپنے خاندان کے لیے درد سربزنا۔ کرپشن اور رشوت میں مبتلا ہونا، لالچ کے مرض کا شکار ہونا، غرض ان سب اخلاقی رذائل کا شکار ہو کر معاشرے کو جہنم کا نمونہ بنانا وغیرہ۔ اس کے علاوہ دولت کی شدید محبت میں مبتلا ہو کر حلال و حرام کی کمائی میں تمیز نہ کرنا اور حرام خوری کرنا، سودی لین دین میں ملوث ہونا۔ انفاق فی سبیل اللہ سے روگردانی کرنا۔<sup>16</sup>
- بددیانتی، ناپ تول میں کمی کرنا، امتحانات میں نقل کو اپنا حق سمجھنا اور اس کے لیے ہر ممکن تدبیر کرنا، عشق و محبت (love affairs) میں بڑنا اور اپنی تعلیم کو صرف job حاصل کرنے تک محدود کرنا، لڑکیوں پر قاتلانہ حملے کرنا، شادی بیاہ کے مواقع پر بے پردگی اور مخلوط محافل میں بے دھڑک شریک ہونا، کس ڈانس، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں میوزیکل پروگرام اور ویلکم پارٹیوں میں فحاشی کرتے ہوئے فخر کرنا، سوشل میڈیا (فیس بک، انسٹاگرام وغیرہ) پر بے ہودہ پوسٹیں، گندی ویڈیوز upload کرنا، لڑکیوں کا لڑکوں اور لڑکوں کا لڑکیوں کو دوستی کا مسلسل پیغام دینا، گرل فرینڈز اور بوائے فرینڈز کلچر کو خوشدلی سے اپنانا اور اس پر فخر کرنا، سیلفی کلچر کا دلدادہ ہونا، خطرناک مواقع پر سیلفی لیتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا، وغیرہ میں آج کا نوجوان مبتلا ہے۔ تمسخر اور استہز آ کرنا، اساتذہ اور بزرگوں کی کامیڈی کرنا، ویلن ٹائن منانا اور بے چینی سے اس دن کا انتظار کرنا (valentine day) مغربی تہواروں کے منانے پر فخر کرنا مثلاً اپریل فول، برتھ ڈے، ہیلوین (Halloween)، کرسمس ڈے، 14 اگست کے موقع پر شور شرابہ کرنا ان وی لنگ کر کے اپنی جانے کا خطرہ مول لینا۔
- محبت کی شادی کے لیے اور روزگار کے لیے کالے جادو (black magic) اور تعویذ گنڈے کا سہارا لینا۔ اپنے غیر محرم کزنز (cousins) سے دوستی کا متلاشی رہنا، تجدد پسندوں اور دہریت زدہ اور مغرب زدہ مصنفین اور مستشرقین کی کتب پڑھنا اور الحاد کے پرچار میں ان کی معاونت کرنا، نشہ آور اشیاء (drugs) کا استعمال کرنا (carbonated drinks) یعنی کوک، پیپسی، سٹنگ، جنک فوڈ، پیزا (junk food) کا بے دریغ استعمال کرنا، اور پھر مختلف بیماریوں کا شکار ہونا، موسیقی اور لہو و لعب میں مبتلا ہونا، لمبی لمبی امیدیں کرنا، دیر تک حالت جنابت میں رہنا، لباس اور فیشن میں مغربی تہذیب کا دلدادہ ہونا، خاص کر لڑکیوں کا نت نئے ڈیزائن کے بے حیا اور تنگ لباس پہننا، شہرت کے لیے اپنے جسم کے مختلف حصوں کی تصاویر اور ویڈیوز upload کر کے نوجوانوں کو گمراہ کرنا، مختلف کلبوں، تھیٹروں اور سوسائٹیوں کو join کر کے، خاص کر Ngo's میں جاب حاصل کر کے ان کے فتنج ارادوں کو عملی جامہ پہنانا وغیرہ۔

■ لڑکیوں کا لڑکیوں اور لڑکوں کا لڑکوں سے جنسی تلذذ حاصل کرنا یعنی (Homosexuality)، غیر مسلم اقوام کی مشابہت اختیار کرنا، عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں کا لباس پہننا اور اسی طرح جانوروں سے جنسی فعل بلکہ مردوں (Dead bodies) سے جنسی فعل کرنا۔ ٹرانس جینڈر کے نام پر ہم جنس پرستی کو رواج دینا اور قانونی تحفظ دلوانا وغیرہ۔

ابن مسکویہ کی اخلاقی تعلیمات کی روشنی میں مسلم نوجوانوں کے لیے رہنمائی:

■ نوجوان صالح اجتماعیت اختیار کریں:-

نوجوانوں کو صالح اجتماعیت میں شامل ہو کر منظم زندگی گذارنی چاہیے تاکہ وہ سعادت مند بنیں اور ان کے لیے عظیم سعادتیں حاصل کرنا آسان ہو جائے۔ جیسے کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ "یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین" <sup>17</sup> اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔۔۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ نفس کی تین قوتوں میں اعتماد رکھنے کے لیے اہل اللہ کے قریب رہیں اور مجاہدہ نفس اور محاسبہ نفس کرتے رہیں۔

■ نوجوانوں کو عدل و انصاف کے قیام کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے:-

انسانی زندگی کا بنیادی مقصد عدل و انصاف کا قیام ہے۔ انسان دنیا میں خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے اور خلیفہ اور حکمران کا کام انصاف کا قیام ہے۔ اس لیے نوجوانوں کو عدل و انصاف کے قیام کے لیے حکمت، عفت اور شجاعت کے اوصاف اپنانے ہوں گے۔ سب سے پہلے اپنے آپ سے انصاف کرنا چاہیے اور تمام قوتوں میں اعتماد رکھنا چاہیے یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: **وان لنفسک علیک حقاً** <sup>18</sup> تمہارے نفس کا تم پر حق ہے۔ اپنے ساتھ انصاف کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے ساتھ بھی انصاف کرنا چاہیے جو ایک عادل اور منصف کا امتیاز ہوتا ہے۔ قرآن میں بھی عدل و انصاف کا یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے: **"انَّ اللہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ لِیَتَّی ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یُعْظَمُ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ"** <sup>19</sup> "بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔"

■ مسلم نوجوان اپنے اندر اخلاقی صفات اجاگر کریں:-

عدل و احسان کے مظاہر میں یہ ہے کہ نوجوانوں میں سخاوت اور عفت کی صفات ہوں اور فحش کاموں اور ظلم سے دور رہیں۔ اگر نوجوانوں میں تعلیم و تربیت سے یہ صفات پیدا کر دیں جائیں تو معاشرے میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گا۔ جس نوجوان میں جو صلاحیت اور استعداد موجود ہے اسے چھپا کر رکھنا اور مہمل چھوڑنا نہیں چاہیے بلکہ استعداد یا اخلاق سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا چاہیے۔

■ نوجوان عصری علوم کے ساتھ اخلاق کا علم بھی سیکھیں:-

چونکہ جوانی میں انسان میں قوت و طاقت ہوتی ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کو جتنا علم دیا ہے وہ علم آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی کوشش کرے اور علم چھپانے کی کوشش نہ کرے۔ نوجوانوں کو رذائل اخلاق کا علم سیکھنا چاہیے تاکہ وہ ان سے اجتناب کر سکیں۔ اچھے اخلاق کے ساتھ ساتھ علم پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ نوجوان نسل کو اپنے امراض نفسانیہ کا بروقت تدارک کر کے اس کے علاج پر توجہ دینی چاہئے۔ اسی طرح عصری علوم کو بھی بھرپور طریقے سے سیکھا جائے تاکہ بہترین معاش حاصل ہو سکے اور دوسروں کی محتاجی سے بچا جاسکے۔ رذائل اخلاق سے بچنے اور فضائل اخلاق کے حصول میں یہ طریقہ بہت مفید ہے۔

## ■ مسلم نوجوان بہادروں کے واقعات کا مطالعہ کریں اور ظالم کا ساتھ دینے سے اجتناب کریں:-

بزدلی شجاعت اور بہادری کی ضد ہے اور تقریب کی وجہ سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے لہذا بزدلوں کے انجام کو دیکھے کہ وہ دوسروں سے اپنے مال و متاع کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے بلکہ معاشرے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس لیے بہادروں کے واقعات کا مطالعہ کرے اور سنے اور ان کے شاندار انجام کو دیکھے تاکہ بہادری پیدا ہو سکے۔ اسی طرح مسلم نوجوان ظلم سے نفرت کریں اور ظلم کرنے سے بچیں اور ظالم کا ساتھ دینے سے اجتناب کریں۔

## ■ مسلم نوجوان نفسانی قوتوں کو کیسے مغلوب کریں؟

جوانی میں انسان میں قوت بہیمیہ اور قوت سبعیہ بہت جوش میں ہوتی ہیں جبکہ قوت ناطقہ اکثر مغلوب رہتی ہے اس لیے نوجوانوں کو اپنی اخلاقی تربیت کے لئے پہلی دونوں قوتوں پر قوت ناطقہ کو غالب کرنا چاہیے۔ چنانچہ پہلی دو قوتوں کو مغلوب کرنے کا ایک طریقہ حدیث میں وارد ہے ارشاد نبوی ہے: ”يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَّوِجَّ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ، وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصُّومِ؛ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ“<sup>20</sup> ”نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی بوجہ غربت طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔“

## ■ والدین اور دیگر طبقات کی ذمہ داریاں:-

نوجوانوں کو تعلیم، ہنر اور خدمت دین اور خدمت خلق کے کاموں میں مصروف رکھنا چاہیے۔ والدین کو چاہیے کہ زندگی اور اس کی نعمتوں کی قدر اور ان کے درست استعمال کے لیے اپنے بچوں کو اس اہم حدیث کے مطابق تربیت دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ”اغتنم خمسا قبل خمس: حياتك قبل موتك، وصحتك قبل سقمك، وفرغك قبل شغلك، وشبابك قبل هرمك، وغناك قبل فقرک“<sup>21</sup> پانچ چیزوں کو پانچ سے قبل غنیمت جانو: اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے، اور صحت کو بیماری سے پہلے، اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے، اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اور مالداری کو فقر سے پہلے۔ ”بچوں کو فارغ وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے سلسلہ میں اسلام نے جو عملی وسائل اختیار کیے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ بچوں کو جنگ کے طریقے، شہسواری، تیرنا، چھلانگ لگانا، ہور کشتی کرنا اور پچھاڑنے کا فن سیکھنے کا حکم دیا، اسی طرح بچہ کی اس جانب رہنمائی کی کہ وہ اپنے فارغ وقت کو پر مقصد اور پر مغز مطالعے اور صاف ستھری تہذیب اور مختلف قسم کی ورزش میں صرف کرے، اور اس کے لیے یہ چیز ضروری ہے کہ بڑے بڑے کھیل کے میدان اور تقریر و مباحثہ کے لیے ہال اور مشہور کتب خانے، اور عمومی ادارے اور تیرنے کے لیے صاف ستھرے تالاب مہیا کیے جائیں۔ لیکن ان سب چیزوں میں یہ امر ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ یہ چیزیں اسلام کے احکام اور اس کے آداب کے مطابق ہوں۔“<sup>22</sup>

## خلاصہء بحث:

■ مسلم نوجوان بحیثیت مجموعی شبہات اور شہوات کا شکار ہیں اور اس کی وجہ اسلامی تہذیب کو ترک کرنا اور جدید الحاد اور مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ہے۔ اس کا حل قرآن و سنت پر مبنی علوم اور تربیت کا حصول ہے اور ان کی روشنی میں اپنی ذاتی اصلاح اور معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام کی جدوجہد ہے مگر اس کے لیے معاشرے کے تمام طبقات خاص کر والدین، اساتذہ، تعلیمی ادارے اور حکومت نے مل کر اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔



- سعادت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ صالح افراد سے استفادہ کیا جائے اور معاشرے سے جڑ کر رہا جائے ، یہی عدل کا تقاضا ہے۔ نوجوانوں کو صالح اجتماعیت میں شامل ہو کر منظم زندگی گزارنی چاہیے تاکہ وہ سعادت مند بنیں اور ان کے لیے عظیم سعادتیں حاصل کرنا آسان ہو جائے اور صالح دوستوں کا حلقہ اختیار کرنے سے صالح اخلاق پیدا ہوتے ہیں اس لیے برے دوستوں سے دور رہا جائے۔
- نوجوانوں کو رذائل اخلاق کا علم سیکھنا چاہیے تاکہ وہ ان سے اجتناب کر سکیں۔ اچھے اخلاق کے ساتھ ساتھ علم پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ نوجوان نسل کو اپنے امراض نفسانیہ کا بروقت تدارک کر کے اس کے علاج پر توجہ دینی چاہئے۔ اسی طرح عصری علوم کو بھی بھرپور طریقے سے سیکھا جائے تاکہ بہترین معاش حاصل ہو سکے اور دوسروں کی محتاجی سے بچا جاسکے۔
- رذائل اخلاق سے بچنے اور فضائل اخلاق کے حصول میں یہ طریقہ بہت مفید ہے۔ نوجوانوں کو رذائل اخلاق کا علم سیکھنا چاہیے تاکہ وہ ان سے اجتناب کر سکیں۔ اچھے اخلاق کے ساتھ ساتھ علم پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ نوجوان نسل کو اپنے امراض نفسانیہ کا بروقت تدارک کر کے اس کے علاج پر توجہ دینی چاہئے۔ اسی طرح عصری علوم کو بھی بھرپور طریقے سے سیکھا جائے تاکہ بہترین معاش حاصل ہو سکے اور دوسروں کی محتاجی سے بچا جاسکے۔ رذائل اخلاق سے بچنے اور فضائل اخلاق کے حصول میں یہ طریقہ بہت مفید ہے۔

#### تجاویز و سفارشات:

- آجکل کے اکثر نوجوان بھی بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں وہ ہمت سے کام لے کر اور غور کر کے مقصد زندگی حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے اور دوسروں کی زندگی میں تہذیب اور نکھار لاسکتے ہیں مگر اس کے لیے ان کی اخلاقی تربیت کرنا ناگزیر ہے۔ زندگی کے مقاصد پر غور و فکر، مسلسل مطالعہ اور اہل علم سے رابطہ اور صالح شخصیات کی صحبت سے حقیقی سعادت کا حصول ہوگا۔
- عصری تعلیمی اداروں اور دینی اداروں کی بنیادی ذمہ داری بنتی ہے کہ نوجوانوں کو بنیادی اسلامی اخلاقیات کی نہ صرف تعلیم دیں بلکہ اخلاقی و دینی ماحول پیدا کریں اور اس بارے میں کوئی سمجھوتہ نہ کریں۔
- نوجوانوں میں بنیادی اخلاقیات میں سے حکمت، عفت، شجاعت اور عدالت کی اخلاقی صفات پیدا کی جائیں جبکہ رذائل اخلاق میں سے جہل، شر، بزدلی اور ظلم جیسے رذائل سے پاک کرنے کی ہر ممکن تربیت دی جائے۔
- حرص و ہوس یہ عفت کی ضد ہے۔ عفت انسان کو بے حیائی سے بچاتی ہے جبکہ حرص و ہوس کی وجہ سے انسان بے حیا اور نادیدہ پن کا شکار ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے نقصانات پر نظر رکھے اور اس سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرے۔ ظلم و جور عدل و انصاف کی ضد ہے۔ عادل، عدل کی وجہ سے دوسروں کے ساتھ اور خود اپنے ساتھ انصاف کرتا ہے جب کہ ظالم، ظلم کی وجہ سے خود اپنے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ بھی ظلم کرتا ہے اس لیے مسلم نوجوان ظلم سے نفرت کرے اور ظلم کرنے سے بچے۔ اسی طرح حدیث کے مطابق ظالم کا ساتھ دینے سے بھی بچے اور عادل نوجوان بننے کی کوشش کرے۔
- ایسی جامع تعلیم و تربیت کے لیے عصری و دینی علوم پر مبنی تعلیمی اداروں کے قیام کی ضرورت ہے تاکہ ان میں داخل ہو کر ایسی مسلم نوجوان نسل تیار ہو کہ جو احیائے امت، غلبہ دین اور دعوت دین کے کاموں میں اپنی صلاحیتیں لگا سکیں۔

- علما و سکالرز، مشائخ اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ مسلم نوجوانوں میں تین نفسی قوتوں یعنی قوت ناطقہ، قوت بہیمیہ اور قوت سمعیہ میں اعتدال پیدا کرنے کی جدوجہد کریں تاکہ یہ نسل اپنی ذات، گھر اور معاشرے کے لیے مفید مومن بن کر قیام عدل کے لیے کام کر سکیں۔
- آجکل نوجوان نسل امراض نفسانیہ میں مبتلا ہیں اور ان کے نقصانات سے بھی لاعلم ہیں اس لیے والدین، علماء، اساتذہ، مدارس، تعلیمی اداروں اور حکومت کے فرائض میں سے ہے کہ نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کی فکر کریں۔ انہیں فضائل اخلاق کے فوائد اور نقصانات سے آگاہی کے لیے ورکشاپس اور تربیتی مجالس کا اہتمام کیا جائے۔
- ان کو بہادروں کے واقعات سنانے اور ان کے شاندار کارناموں کے بارے میں پروگرام دکھائیں جیسے الپ ارسلان، عثمان غازی، طغرل، سلطان محمد فاتح، سلطان صلاح الدین ایوبی جیسے مسلم فاتحین کے کارناموں سے دلوں کو گرمایا جائے۔
- والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی عصری اور دینی تقاضوں کے مطابق تربیت کریں تاکہ وہ مختلف ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل بن سکیں اور ان کا صالح گھرانوں میں رشتہ طے کر کے آسان طریقے سے نکاح کر دیں۔ اس طرح وہ جنسی جرائم سے محفوظ ہو سکیں گے اور ایک صالح تمدن پیدا ہو سکے گا۔

### حواشی و حوالہ جات:

1 سلطنت زیاریان: - دسویں صدی میں جب خلافت عباسیہ رُوبہ زوال ہو رہی تھی تو بحیرہ قزوین کے جنوب مغربی علاقوں بالخصوص آل دیالمہ کے زمانہ حکومت کے دور افتادہ اور پسماندہ کوہستانی خطوں سے فوج اور سپاہ نے بغداد اور خلافت عباسیہ کی عسکری چھاؤنیوں میں کرائے پر خدمات سرانجام دینا شروع کیں۔

Saltanat e Ziyaryan: Dasween sadi main jab Khilafat e Abassia roo bazawal ho rahee thee to Baheera e Qazween k janoob maghribi elaqon bilkhasoos Al e DIALMAH k zaman e hakoomat k door uftadah aur pasmandah kohistani khiton se foug aur sipah ne Baghdad Khilafat e Abassia ke askari chaonion mai karai par khidmat sarinjam daina shoroo keen

2 جابر بن حیان (721ء-815ء): مسلم کثیر الجامع شخصیت، جغرافیہ نگار، ماہر طبیعیات، ماہر فلکیات اور منجم تھے۔ تاریخ کے سب سے پہلے کیما دیاں تھے۔

Jabir bin Hayan: (721--- 815): Muslim kaseer ul jamai shakhsiat, georaphia nigar, Mahir e Tabiaat aur Munajjam thay. Tareekh kai sab se pehlai kimiyadan thay.

3 ابو بکر محمد زکریا الرازی (854-932): فارسی فلسفی، ماہر طبیب، کیما دیاں اور طب کی دنیا کے مشہور سائنسدان تھے اور وہ سلفیورک ایسڈ اور ایٹھول کے موجد تھے۔

Abu Bakar Zikria Al razi: (932---854): Farsi Falsafi, Mahir Tabib, Kimiyadan aur Tib ke dunya k mashoor sciencedan thay aur salfiuric acid aur ethol k moojid thay.

4 ابن الملبھی: ابن مسکویہ جوانی میں انکے ملازم تھے۔ ان کی وفات 943ء میں ہوئی۔

Ibnul Mulhabi: Ibne Miskawaih jawani me inkai mulazim thay. In ke wafat 943 me hooe.

5 آل بویہ: عباسی حکومت کے خاتمے سے کئی خود مختار حکومتیں قائم ہوئیں۔ ان حکومتوں میں سے ایک حکومت آل بویہ کی بھی تھی، اس خاندان کا مورث اعلیٰ ابو شجاع بویہ تھا۔ چونکہ اس خاندان کا تعلق ماژندران کے علاقے دیلم تھا اس لئے بنی بویہ کے لئے دیالمہ بھی کہا جاتا ہے۔ (یتیمۃ الدھر فی محاسن آصل العصر، عبدالملک بن محمد بن اسماعیل، دارالکتب العلمیۃ- بیروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1403ھ-1983م، ج ۲، ص 233)

Ale Bawai: Abassi hakoomat k khatmai se kai khudmuktar hakoomtain qaim hoeen. In hakamton me se aik hakoomat Ale Bawai ke bhi thee, is khandan ka moorth e Aala Abu Shuja Bawai tha.(yatimmat al dahar fi mahasin ahlul asar, Abdul Malik bin Muhammad bin Ismail, dar ul kutub ul Ilmia, Bairut/Labnan, Al tabat ul ulaa, 1403 hijri, 1983 m, jild 2, P 233)

<sup>6</sup> عضد الدولہ: یہ بنی بویہ کا اہم حکمران تھا جس نے 366 سے 372 ہجری تک حکومت کی۔ عضد الدولہ بادشاہ بننے سے پہلے 28 سال تک صوبہ فارس اور کرمان کا والی رہا۔ (یتیمۃ الدر فی محاسن اہل العصر، عبد الملک بن محمد بن اسماعیل، دار الکتب العلمیۃ - بیروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1403-1983 م، ج 2، ص 275)

Azzadollah: ye bani Bawai ka eham hukmaran tha jis ne 366 hijri se 372 hijri tak hakoomat kee. Azzadollah Badsha banana se pehle 28 sal tak suba faris aur kirman ka walee raha.( yatimmat al dahar fi mahasin ahlul asar, Abdul Malik bin Muhammad bin Ismail, dar ul kutub ul Ilmia, Bairut/Labnan, Al tabat ul ulaa, 1403 hijri, 1983 m, jild 2, P 275)

<sup>7</sup> فارابی (870-950) ان کا پورا نام محمد بن ترخان ابو نصر تھا۔ ترکستان کے مقام فاراب میں پیدا ہوئے۔ مطالعہ کے بہت شوقین تھے۔ علم ریاضی، طب، فلسفہ اور موسیقی کے ماہر تھے۔ فارابی ارسطو اور افلاطون سے بہت متاثر تھے۔ (مسالک الأبصار فی ممالک الأمصار، أحمد بن یحییٰ بن فضل اللہ القرظی، المصحح الشافعی، أبو ظبی، الطبعة: الأولى 1423، ج 1، ص 123)

Farabi (870-950) In ka pura nam Muhammad in Tarkhan Abu Nasar tha. Turkistan k maqam "Farab" me paida hoai. Mutalia k bhot shoqeen thay. Ilm e Riazi, Tib, Falsafa aur Moseeqi k mahir thai. Farabi Arstoo aur Aflatoon se bhot mutasir thay.(Masalik ul Absar fi Mumalik ul Amsar, Ahmad bin Yehya bin Fazalullah Al Qureshi, al jamah al saqafi, Abu Dhabi, Al tabah : Al -oola 1423, jild 1, P 123)

<sup>8</sup> الکندی:- (801-873) ان کا پورا نام ابو اسحاق الکندی ہے۔ اسلامی دنیا کے اولین حکماء اور فلسفیوں میں تھے۔ اس کے علاوہ ریاضی، فلکیات، طب اور جغرافیہ پر دسترس تھی۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر 260 کتب لکھیں۔

Al Kindi(801-873) In ka pura nam Abu Ishaq al Kindi hai. Islami dor k awaleen Hukama aur Falsafion me thay. Is k ilawa Riazi, Falkiat. Tib aur Geografia par dastaras thee. Inho ne mukhtalif mozoat par 260 kutub likheen.

<sup>9</sup> تجارب الامم: تجارب الامم میں ابن مسکویہ نے عمومی تاریخ لکھی ہے۔ اس کتاب میں طوفان نوح سے شروع کر کے 389ھ پر ختم کیا گیا تھا۔ اس تاریخ کا صرف ایک مخطوطہ موجود ہے جو استنبول کے کتب خانے آیا صوفیہ میں ہے۔

Tajarib ul Umam: Tajarib ul Umam me Ibne Miskawayh ne amumi tareekh likhi hai. Is kitab me Toofan e Nooh (A) se shoroo kar k 389 hijri par khatam kia gia tha. Is tareekh ka sirf aik makhtoota mojoood hai jo Istanbol k kutub khanai Aya Sofia me hai.

<sup>10</sup> سورۃ مائدہ، آیت 2

Surat Maida, Ayat 2

<sup>11</sup> Hamid Reza Alavi, "Ethical views of Ibn miskawayh and Aquinas" Retrieved from on 12th Sep, 2022 from [www.academicjournals.org/PPR](http://www.academicjournals.org/PPR)

<sup>12</sup> ولی محمد، میر، ڈاکٹر، تاریخ فلاسفۃ الاسلام: ص 307، نفیس اکیڈمی کراچی، طبع سوئم، 1987ء

<sup>13</sup> سورۃ یونس، آیت 62

Surah Younas, ayat 62

<sup>14</sup> سورۃ مریم، آیت 59

Surah Maram, Ayat 59

15 سورۃ مریم، آیت 19

Surah Maram, Ayat 19

16 مقدس اللہ، ڈاکٹر، عالمگیری (Globalization) اسلامی تناظر میں: تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی (اسلامیات)، شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی پشاور، سیشن 2005، ص 396

Muqadassullah, Doctor, Alamgiri (Globalization): Islami Tanazur main, Tehqiqi Maqala braai PhD (Islamiyat), Shoba i Islamiyat, Peshawar University, Peshawar, Session 2005, P 396

17 سورۃ توبہ، آیت 119

Surat Toba, Ayat 119

18 جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، ج 1، الرقم: 2413

Jamea Altirmizi, Abwab uz Zuhad, bab ma jaa fi hizul Lisan, jild 1, Araqam: 2413

19 سورۃ النحل، آیت 90

Surat Al Nahal, Ayat 90

20 صحیح البخاری، کتاب الزکاح، باب من لم یستطع الباءة فلیصم، ج 1

Saheeh Al Bukhari, Kitab un Nikah, Bab man lam yastatea al baat fal yasum, jild 1

21 مصنف ابن ابی شیبہ، مکتبۃ الرشید، الریاض، الطبعة: الاولى، 1409، کتاب الزهد، باب ما ذکر عن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی الزهد، رقم 34319

Musarif Ibn Abi Shaiba, Maktabah Ariaz, Altaba al ula, 1409, Kitab uz Zuhad, Bab ma zakara anin Nabina S.A.W fil Zuhad, Raqam 34319

22 ناصح علوان، شیخ عبد اللہ، اسلام اور تربیت اولاد: ص 135، مکتبۃ الحبيب، کراچی، طبع اول، 1988ء

Nasih Alwan, Sheikh Abdullah, Islam aur Tarbiat e Aulad : P 135 ,Maktaba Al Habib, Karachi, Taba e Awal , 1988